OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 24, Issue, 1, 2019
http://alqalamjournalpu.com/

مولانا مودودی کا "نظریہ دین" اور اسلامی ریاست

سیدہ شائستہ عشرت
پی-ایچ-ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریایونیورسٹی، ملتان
منزہ حیات
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریایونیورسٹی، ملتان

Abstract

KEYWORDS:

Nazria Deen, Islamic state, Islam and politics, Mulana mudodi ' s thought .

Date of Publication:
19-03-2019

This article revealed a theoretical conceptualization about Mulana Mudodi ‘s Nazria Riast which is famous with the name of “Islami Riast”. Before this conceptualization it is essential to know about his “Nazria Deen ”. Mulana Mudodi describes in his famous book named by “Quran ki bunyadi char istilahany” mainly four terminologies Ilah, Rabb, Ibadat, and Deen. These four terminologies explain his “Nazria Deen”. He explain about ‘Ilah’ is sovereign as political perspective and about Rabb is sovereign for all the matters which are related to the Rabb . If a person consider this consider any other entities except Rabb can do this consideration will be rebellion from truth. In this conception

CC BY NC ND

of 'Ibadat' he says the disobedience of All in fact worshipers of 'Taghoot'. Taghoot is political leader who deviate from order of Allaha. In the explanation of 'Deen' he says that there is no any word on the world who is explain the word of 'Deen'. But a word State is nears by meaning of 'Deen'. In this context he think a party is needed for implementation of "Deen" and struggle for Islamic State and after the construction of Islamic state.

مولانامودودی ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک ہیں انہوں نے جہاں زندگی کے باقی شعبوں میں اپنی علمی کاوش کو منوایاہے وہیں پر سب سے زیادہ اہم ان کا سیاست کے میدان میں ایک نئی سوچ اور منفرد تحقیق کو قرآن وسنت سے جوڑنے کا کارنامہ نمایاں ہے حلقہ علم وفکر اوراہل نظر چند مقامات پر ان سے علمی اختلافات رکھتے ہیں مگر ان کا کام تحقیقی اور بین الاقوامی سطح پرپر مقبول رہا۔ جوکہ ان کی علمی وسعت نظر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کے لیے انہوں نے "اسلامی ریاست" کے نظریے کو پیش کیاہے جو جدید دور کے سیاسی نظریات سے اصطلاحی سطح پر ہم آہنگ نظر آتاہے۔ مولانامودودی کے "نظریہ ریاست" کو سمجھنے کے لیے یہ بات بہت ہی اہم ہے قبل ازیں کہ ان کے "نظریہ دین" کا بھی مطالعہ کیاجائے۔ اور اسے مکمل طور پر سمجھا جائے کیونکہ آپ کے "نظریہ ریاست" اور" نظریہ دین" کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اور آپ کا سیاسی نظریہ آپ کے نظریہ دین سے متاثرہے۔ اور جو بھی انہوں نے دین کا فہم حاصل کیا۔ اس کے مطابق ہی ان کا سیاسی نظریہ ہے۔ اور یہ بات بھی اہم ہے کہ ان کے نظریہ دین میں سیاست کا کیا مقام ہے ؟ اس لحاظ سے ایک ریاست دین اسلام کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کیسے اہم کردار ادا کرسکتی ہے ؟

مولانامودودی نے اپنی کتاب "قرآن کی بنیادی چار اصطلاحیں" میں الہ، رب، عبادت اور دین کی وضاحت بیان کی ہے ان اصطلاحات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان اصطلاحوں کے مفہوم پر پردہ پڑ جانے کی وجہ سے قرآن کی تین

چوتھائی سے زیادہ تعلیم اپنے حقیقی معنوں میں نظروں سے اوجھل ہوگئی آپ ان اصطلاحات کی تعریف کچھ اسی طرح سے بیان کرتے ہیں۔

الہ کا مفہوم:

الہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے مولانا مودودی کہتے ہیں کہ الہ سے مراد اللہ کی حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ ہے۔اور یہ کہ قرآن میں اللہ نے خود غیر اللہ کی اطاعت سے انکار اور اللہ کے اختیارات اور اقتدار کے آگے سے سر تسلیم خم کرنے کا حکم دیا۔

وہ شخص جو کسی کے حکم کو قانون اور کسی کے اوامر ونواہی کو اپنے لیے اطاعت کے قابل قرار دیتا ہے اور اسے مقتدر اعلیٰ تسلیم کرتا ہے۔اس لیے کہ الوہیت کی اصل روح اقتدار ہے۔خواہ وہ اقتدار اس معنی میں مراد لیا جائے کہ نظام کائنات پر اس کی فرمانبروائی فوق الطبعی نوعیت کی ہو یا پھر اسے اس معنی میں تسلیم کیا جائے کہ وہ زندگی میں اس کے حکم کے تابع ہو۔اور اس کا حکم بذات خود واجب الاطاعت ہے یہی اقتدار کا تصور جس کی بنیاد پر قرآن اپنا سارا زور غیر اللہ کی الہیت کے انکار اور صرف اللہ کی الہیت کے اثبات پر صرف کرتا ہے اس کا استدلال یہ ہے کہ زمین و آسمان میں ایک ہی ہستی تمام اختیارات و اقتدار کی مالک ہے۔۔۔اس کے سوا کسی کے پاس اقتدار نہیں نہ ہی کسی کا حکم چلتا ہے[1] پھر اس کے بعد دلیل کے طور پر درج ذیل آیت کو بیان کرتے ہیں۔

قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ [۲]۔

کہو یا اللہ، تو جو ملک کا مالک ہے، تجھے اختیار ہے جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ ہی ہے جو انسان کو اس دنیا میں عزت اور حکومت دیتا ہے۔اس لحاظ سے اصل اقتدار کا مالک اللہ ہے لیکن اس نے اس دنیا میں حکومت انسان کو ہی دی ہے۔اور وہی ہے جو اس عزت اور حکومت کے لائق ہے۔

عبادت کا مفہوم:

طاغوت کی عبادت سے کیا مراد ہے؟ مولانا مودودی اس کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ طاغوت صرف شیطان نہیں بلکہ جو سیاسی اقتدار میں غیر اللہ مقتدر کی اطاعت بھی طاغوت کی اطاعت ہے اور اس کی اطاعت اس کی عبادت کے مترادف ہے۔ "قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد ہر وہ ریاست و اقتدار اور ہر رہنمائی و پیشوائی جو خدا سے باغی ہو کر خدا کی زمین پر اپنا حکم چلائے اور اس کے بندوں کو زور اور جبر سے اپنی گمراہ کن تعلیمات کے تابع بنائے ایسے ہر اقتدار اور پیشوائی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور اس کی بندگی اختیار کر کے اس کا حکم بجالانا طاغوت کی عبادت ہے"۔[۳] طاغوت ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے یا کروائے جانے پر وہ راضی ہو جائے۔ ظالم اور جابر حکمران جو فیصلے کتاب و سنت کو اپنا ماخذ اور مرجع نہ سمجھ کر اپنی مرضی اور خواہش پر کرے۔ اور انسانوں پر صرف انسانوں کے بنائے ہوئے قانون نافذ کرے۔ اب ان میں مارشل لا ہو یا اسمبلی سے پاس کردہ قانون یا پھر کوئی بھی عدالت جو اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں سب کے سب طاغوت ہیں۔

رب کا مفہوم:

مولانا مودودی رب کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں کہ اقتدار اعلیٰ جس کے ہاتھ میں ہے وہ رب ہے اور اس سے جڑا ہوا کوئی کام جس کے لیے وہ کسی اور کو اس کا مجاز سمجھتا ہے تو وہ حق سے بغاوت کرتا ہے۔ رب کے جو بھی کام ہیں یا جو بھی وہ قدرت رکھتا ہے۔ وہی اس کی ربوبیت کہلاتی ہے۔ اس میں سے کسی بھی کام کے لیے اللہ کے علاوہ کسی اور کو اس کام کے قابل سمجھنا رب کو تسلیم کرنے کے مفہوم میں شامل نہیں۔

دین کا مفہوم:

مولانا مودودی نے اول الذکر کتاب میں لفظ **"دین"** کی تحقیق پیش کی ہے۔ اور اس **"دین"** کے مفاہیم قرآن، سنت اور لغت سے بیان کرتے ہیں۔ مولانا مودودی کے مطابق "نظریہ دین" سے مراد کسی سیاسی طاقت کو قبول کرلینا، یا اس کا قانون مان لینا، اور اب اس کے ساتھ اسی قانون کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ اس کا محاسبہ اور فیصلہ عین اس قانون کے مطابق ہو گا۔ اس لحاظ سے دین ایک قاعدہ، ضابطہ اور قانون ہے۔ قانون اب اچھا ہو یا برا ہو دونوں صورتوں میں وہ دین کا پابند تصور کیا جائے گا۔ مولانا مودودی اپنا نظریہ دین بیان کرتے ہوئے دین کی لغوی تعریف لکھتے ہیں۔

۱: غلبہ و اقتدار، حکمرانی و فرمانروائی، دوسروں کو اطاعت پر مجبور کرنا، اس پر اپنی قوت قاہرہ [sovereignty] استعمال کرنا، اس کو اپنا غلام اور تابع امر بنانا، **دینتہ القوم ولیتہ سیاستھم** [یعنی کہ میں نے لوگوں کی سیاست و حکمرانی فلاں شخص کے سپرد کر دی۔ ۲: اطاعت، بندگی، خدمت کے لیے مسخر کرنا، کسی کے تحت ہو جانا، کسی غلبہ و قہر سے ڈر کر اس کے مقابلے میں ذلت قبول کرلینا، :شریعت، قانون، طریقہ، رسم و عادت۔۔۔یعنی آدمی خواہ برے طریقے کا پابند ہو یا بھلے طریقے کا، دونوں صورتوں میں اس طریقہ کا جس کا وہ پابند ہے وہ دین کہلائے گا۔ اور اسی طرح جزا، عمل، بدلہ، مکافات، فیصلہ، محاسبہ وغیرہ۔[۴] مصباح الغات میں دین لفظ کے معنی[۱] "الدین" حساب، ملکیت، قدرت، حکم، مذہب، ملت، حالت، عادت، سیرت، فرمانبرداری، بدلہ، قہر و غلبہ، اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں دین کا معنی "عربی زبان میں دین کا پہلا مفہوم ہے غلبہ و اقتدار، سیاست و فرمانبرداری اور دوسروں پر فیصلہ نافذ کرنا جبکہ دوسرا مفہوم ہے اطاعت اور فرمانبرداری اور غلامی تیسرا مفہوم وہ عادت اور طریقہ جس کی انسان پیروی کرے"[۵]

مولانا مودودی بیان کرتے ہیں کہ قرآن میں یہ لفظ "دین" جن لفظوں میں اور معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس لحاظ سے دین کے درج ذیل مفاہیم ہیں۔

۱: غلبہ تسلط، کسی ذی اقتدار کی طرف سے ۲: اطاعت، تعبد، اور بندگی صاحب اقتدار کے آگے جھک جانے والے کی طرف سے ۳: قاعدہ و ضابطہ اور طریقہ جس کی پابندی کی جائے ۴: محاسبہ اور فیصلہ اور جزا اور سزا، قرآن کہیں تو ان میں سے کسی ایک کے مفہوم میں اس کو استعمال کرتا ہے اور کہیں ان چاروں اجزا سمیت مراد لیتا ہے۔[۷] اور نیچے ان آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔

اَللّٰہُ الَّذِيْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَا ءَ بِنَا ءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ بسفَتَبٰرَکَاللّٰہُرَبُّالْعٰلَمِیْنَ– هُوَالْحَیُّلَآاِلٰهَاِلَّاهُوَفَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ[۸]

وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس پر آسمان کا قبہ چھایا، جس نے تمہاری صورتیں بنائیں، جس نے پاکیزہ چیزوں سے تم کو رزق بہم پہنچایا، وہی اللہ تمہارا رب ہے اور بڑی برکتوں والا ہے وہ رب العالمین ہے۔ وہی زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں ہے۔ لہٰذا تم اسی کو پکارو دین کو اسی کے لیے خاص کر کے۔ تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ -قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ –وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ-- قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُمُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ –فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ-[۹]

"کہو! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خاص کر کے اسی کی بندگی کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کہ سب سے پہلے میں خود سر اطاعت جھکاؤں۔ کہو! میں تو دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اسی کی بندگی کروں گا۔ تم کو اختیار ہے اس کے سوا جس کی چاہو بندگی اختیار کرتے پھرو۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ؕ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ ؕ [10]

ہم نے تمہاری طرف کتاب بر حق نازل کر دی ہے لہٰذا تم دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے صرف اسی کی بندگی کرو۔ خبردار! دین خالصتا اللہ ہی کے لیے ہے۔

اَفَغَیۡرَ دِیۡنِ اللّٰہِ یَبۡغُوۡنَ وَ لَہٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّ کَرۡہًا وَّ اِلَیۡہِ یُرۡجَعُوۡنَ [11]

کیا یہ لوگ اللہ کے سوا کسی اور کا دین چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان وزمین کی ساری چیزیں چاروناچار اللہ ہی کی مطیع فرمان ہیں اور اسی کی طرف ان کو پلٹ کر جانا ہے۔

ان آیات میں دین کی وضاحت میں مولانا مودودی بیان کرتے ہیں دین کا لفظ ان مقامات پر اقتدار اعلیٰ اور اقتدار کو تسلیم کرنے اور اطاعت کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ کے لیے دین کو خالص کرنے کا مطلب ہے کہ انسان کے سوا اور کسی اللہ کی حاکمیت اور فرمانبروائی وحکمرانی تسلیم نہ کرے۔ اور اپنی اطاعت اور بندگی اللہ کے لیے خاص کر دے۔ دراصل ہر وہ کام جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا جائے وہ دین میں شامل ہے۔ اس لحاظ سے اگر سیاست کرتے ہوئے اللہ کا حکم اور اس کی رضا جو اللہ نے کسی حکمران کے لیے مقرر کیا ہے۔ تو وہ بھی دین میں شامل ہے۔ مولانا مودودی ان قرآنی آیات کا حوالہ دیتے ہیں کہ جن میں احکام شریعت بیان کیے گئے ہیں۔ اور وہ احکام شریعت کو ہی دین قرار دیتے ہیں اور احکام شریعت کو نافذ کرنے کو دین قرار دیتے ہیں۔

اَلزَّانِیَۃُ وَ الزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ ۪ وَّ لَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِہِمَا رَاۡفَۃٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ [12]

"زانی اور زانیہ دونوں کو سو سو کوڑے مارو اور اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو ان پر رحم نہ آئے"

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّہُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰہِ اثۡنَا عَشَرَ شَہۡرًا فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ مِنۡہَاۤ اَرۡبَعَۃٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ [13]

بے شک اللہ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ ہے اللہ کی کتاب میں جس دن سے اللہ نے زمین وآسمان پیدا کیے ان میں سے چار عزت والے ہیں یہی سیدھا دین ہے۔

کَذٰلِکَ کِدۡنَا لِیُوۡسُفَ ؕ مَا کَانَ لِیَاۡخُذَ اَخَاہُ فِیۡ دِیۡنِ الۡمَلِکِ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ [14]

اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کے لیے تدبیر نکالی، اس کے لیے جائز نہ تھا کہ اس بادشاہ کے دین میں اپنے بھائی کو پکڑتا سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ[15]

کیا انہوں نے کچھ شریک ٹھہرائے رکھے ہیں جو ان کے لیے دین کی قسم سے ایسے قوانین بناتے ہیں جن کا اللہ نے اذن نہیں دیا ہے؟

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ[16]

تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

مولانا مودودی ان سب آیات کا حوالہ دینے کے بعد دین کو ایک قانون، ضابطہ، شریعت اور طریقہ اور نظام فکر و عمل قرار دیتے ہیں جس کی پابندی میں انسان زندگی بسر کرتا ہے "اگر وہ اقتدار خدا کا ہے تو اسی کا دین ہے۔ اگر وہ کسی بادشاہ کا یا پنڈتوں و پروہتوں کا اقتدار ہے تو اسی کا دین ہے۔ اسی طرح کسی خاندان، برادری یا جمہور قوم کا اقتدار ہے تو ان کا وہی دین ہے"۔[17] اسی طرح مزید وضاحت میں لکھتے ہیں کہ "قرآن دین کو ایک جامع اصطلاح کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اور اسی سے ایک نظام زندگی مراد لیتا ہے جس میں انسان ایک اقتدار اعلیٰ تسلیم کرکے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کرے، اس نظام کی حدود و قیود اور قوانین کے تحت زندگی بسر کرے۔ غالباً دنیا کی کسی زبان میں کوئی اصطلاح ایسی جامع نہیں ہے جو اس پورے نظام پر حاوی ہو۔ موجودہ زمانہ کا لفظ اسٹیٹ کسی حد تک اس کے قریب پہنچ گیا ہے۔ لیکن ابھی بھی اس کو 'دین' کے پورے معنوی حدود پر حاوی ہونے کے لیے مزید وسعت درکار ہے۔۔۔ دین سے پورا نظام زندگی اپنے اعتقادی، نظری، اخلاقی، عملی پہلوؤں سمیت مراد ہے۔"[18] اگر اس بات پر غور کیا جائے تو یہ بات مکمل طور پر سمجھ آجائے گی کہ 'دین' اور لفظ اسٹیٹ بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور جب لفظ 'دین' کے معنی کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتا یا پھر اس کا احاطہ نہیں کر سکتا تو اس کو استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لحاظ سے ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اسٹیٹ 'دین' میں سیاست کے میدان میں اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے اہم ستون ہے۔ مگر 'دین' کا معنیٰ اسٹیٹ یا اس کے قریب قریب معنیٰ سمجھنا یا تسلیم کر لینا درست نہیں۔ اس لیے کہ ترجمہ نگاری کے اصول کے مطابق کسی بھی اصطلاح کو جب وہ ایک اصطلاح کے طور پر استعمال ہونے لگے ویسے ہی لکھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس اصطلاح سے جڑے ہوئے خاص معنی برقرار رہیں۔ اس لیے

'دین' چونکہ ایک اصطلاح ہے اس لیے اس کے معنی کسی اور زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے بھی اصطلاح ہی استعمال کی جائے گی۔ تاکہ 'دین' اپنے اصطلاحی معنیٰ کے لحاظ سے سمجھا جائے۔

مولانا مودودی کی دین کی تشریح پر تنقید کرتے ہوئے ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب "عصر حاضر میں دین کی تشریح کی تفہیم و تشریح" میں مولانا کے نظریہ 'دین' پر تنقید کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں اول یہ کہ قرآن اپنے الفاظ اور معنی کے لحاظ سے قیامت تک محفوظ ہے۔ اس لیے ایسا نہیں ہو سکتا کہ صدیوں تک ان قرآنی اصطلاحات کے مفاہیم امت کی نظروں سے الگ رہے ہوں۔ دوسرا احدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ امت مسلمہ کبھی کسی گمراہی پر اکھٹا نہیں ہو سکتی تو امت اس بات سے کیسے مدتوں ناواقف رہی۔ تیسرا عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ قرآن کی بنیادی اصطلاحوں کی امت کے علماء وفضلاء اور مجتہدین نے اتنی صدیوں تک ان وضاحت نہیں کی۔ اور ان کے خیال میں انسان اور خدا کا تعلق صرف حاکم و محکوم کا ہے انسان اور اللہ کے درمیان اللہ کی حاکمیت تسلیم کرنے اور اس کی عبادت کرنے کے علاوہ اصل مقصد انسان اور رب کے درمیان محبت کو اجاگر کرنا ہے۔ اور ایک اہم بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ سیاسی اطاعت کو شرک تسلیم نہ کرنا دین میں تحریف کی مانند ہے۔[19]

جیسا کہ ندوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ علماءِ فضلا اور مجتہدین نے دین کی اصطلاح کی وضاحت کر رکھی ہے۔ اور ایسا نہیں کہ اس اصطلاح کو واضح نہیں کر سکے۔ اور دین کو اس نظر سے دیکھنا کہ اس کے اصطلاحی معنی پہلی بار ہی واضح ہو رہے ہیں درست نہیں ہے۔ جہاں تک سیاسی طور پر کسی اور کی اطاعت اضطرار کی حیثیت سے جائز ہے۔ اس لحاظ سے یہ اطاعت ناجائز حرام یا پھر شرک جیسے گناہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حضور ﷺ کے زمانے میں کوئی شخص بھی ایسی جگہ رہ سکتا تھا جہاں اسلامی حکومت نہ تھی اور حضور ﷺ نے اسے شرک قرار نہیں دیا جیسا کہ ہجرت حبشہ کے موقع پر مسلمان حبشہ میں موجود رہے۔ جہاں تک استطاعت رکھتے ہوئے کہ اسلامی قانون کی موجودگی میں یا پھر اسلامی اقتدار کے ہوتے ہوئے وہ کسی اور ہستی کے فیصلوں کے بارے میں اعتماد رکھے تو اس لحاظ سے ہم کہ سکتے ہیں قرآن و سنت کے احکامات کو اپنے لیے حکم کے طور پر نہیں دیکھتا۔ جو کہ اور اللہ کا حکم ہے ہے اللہ کا کلام ہے۔ اس طرز عمل کے ذریعے وہ اللہ کے قادر مطلق ہونے کا انکار کرے گا اس لیے مشرک ہے۔

مولانا مودودی اپنی کتاب "اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات" میں دین کے درج ذیل معنٰی بیان کرتے ہیں۔ غلبہ، استبلا، اطاعت، غلامی، جزا، بدلہ، مسلک۔ اور اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ "قرآن محض دین نہیں کہہ رہا ہے بلکہ الدین کہہ رہا ہے۔ اس سے معنٰی میں وہی فرق واضح ہو جاتا ہے جو انگریزی زبان میں This

is a way of life کہنے کے بجائے this is the way of life کہنے سے واقع ہوتا ہے یعنی قرآن کا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ اللہ کے نزدیک اسلام ایک طریق زندگی ہے بلکہ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ اسلام ہی ایک حقیقی اور صحیح طریق زندگی یا طرز فکر و عمل ہے"۔[۲۰] جبکہ مولانا مودودی اس اصطلاح کے معنی اسٹیٹ یا اس کے قریب کے معنوں میں نہیں کر رہے بلکہ اسے حقیقی طرز زندگی قرار دے رہے ہیں۔ تو یہاں پر اسٹیٹ اور حقیقی طرز زندگی کے قریب قریب معنیٰ کے درمیان کوئی مطابقت نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ دین کے سیاسی میدان میں اسٹیٹ اس کے معاون ہو سکتی ہے۔

وحید الدین اپنی تحریر "تعبیر کی غلطی "میں ذکر کرتے ہیں کہ "الدین سے مراد انفرادی و اجتماعی اور قومی و بین الاقوامی احکام ہیں جو اسلامی شریعت میں ملتے ہیں"۔[۲۱] وحید الدین خان کی تعریف کے مطابق انفرادی، اجتماعی اور بین الاقوامی اسلامی شریعت کے احکام سب کے سب دین میں شامل ہیں۔ اس تعریف میں اجتماعی اور بین الاقوامی قوانین میں جس کو اسٹیٹ دیکھتی ہے انسان کے انفرادی احکام کو اسٹیٹ نہیں دیکھتی اس لیے وحید الدین کے مطابق بھی الدین میں لفظ اسٹیٹ الدین کے برابر نہیں ہو سکتا۔ مولانا مودودی "دین حق کے قیام" کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب "اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات "امامت صالحہ اور نظام حق کا قیام و بقا ہی دین کا حقیقی مقصود ہے اور اس مقصد کا حصول اجتماعی طاقت پر موقوف ہے۔ لہٰذا جو شخص اجتماعی طاقت کو نقصان پہنچاتا ہے وہ اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس کی تلافی نہ نماز سے ہو سکتی ہے اور نہ اقرار توحید سے۔ مولانا مودودی کے مطابق اس لحاظ سے دین کا سیاسی سطح پر قائم کرنا معاشرے کے لیے بے حد ضروری ہے اور "اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات" میں لکھتے ہیں کہ اسلام میں امامت صالحہ کا قیام مرکزی اور مقصدی اہمیت رکھتا ہے۔ جو شخص بھی اس دین پر ایمان لایا ہو۔۔۔۔۔۔۔ عین اس کے ایمان ہی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی تمام سعی و جدوجہد کو اس مقصد پر مرکوز کر دے کہ امام کار کفار و فساق کے ہاتھ سے نکل کر صالحین کے ہاتھ آئے اور نظام حق قائم ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق دنیا کے انتظام کو درست کرے اور درست رکھے"۔[۲۲] پھر ان کا بیان اس بارے کچھ یوں بھی ہے کہ اس کام کے لیے ایک صالحین کی جماعت ہو لیکن اگر جماعت موجود نہ ہو اور ایک مومن شخص ہی موجود ہو تو وہ خود کو اکیلا پا کر یہ نہ سمجھے کہ باطل نظام پر راضی ہو جائے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور جب ایک جماعت یا جتھہ صالحین کا تیار ہو جائے تو وہ اللہ کا دین قائم کرنے کے لیے توجہ دے اور بھرپور کوشش کرے۔

مولانا مودودی قرآن و سنت کی بصیرت کی روشنی میں جو انہیں کو دینی علوم کی تحصیل سے حاصل ہوئی بیان کرتے ہیں کہ حضرات! مجھے خدا نے دین کا جو تھوڑا بہت علم دیا اور اس کے بنیادی تصورات اور قرآن وحدیث کے مطالعے سے جو کچھ مجھے بصیرت حاصل ہوتی ہے اس سے دین کا تقاضا یہی کچھ سمجھا ہوں۔ یہی میرے نزدیک کتاب الٰہی کا مطالبہ ہے یہی انبیاء کی سنت ہے اور میں اپنی رائے سے ہٹ نہیں سکتا جب تک خدا کی کتاب اور رسولؐ کی سنت ہی سے مجھ پر ثابت نہ کر دے کہ دین کا یہ تقاضا نہیں ہے۔"[۲۳]

اس میں بھی یہی چیز کار فرما ہے کہ اگر وہ اس کام کی استطاعت رکھتا ہے دین پہلے خود سمجھے اور پھر آگے پھیلا سکے اور پھر ایک جماعت تیار کرے اور وہ جماعت بھی اتنی طاقت ور ہو کہ اسلامی حکومت کو قائم کر سکے ۔ تو تب ہی وہ اسلامی حکومت قائم کرنے کے مکلف ہوں گے۔ لیکن اگر عام آدمی جو خود بھی دین کی ٹھیک طرح سمجھ بوجھ نہیں رکھتا۔ نہ ہی اتنی طاقت رکھتا ہے کہ اسلامی حکومت کے مخالف حکومت کے سامنے آسکے اور نہ ہی اس کے پاس کوئی جماعت ہو۔اور ایک غیر اسلامی حکومت میں رہنے والا کمزور اقلیت کی حیثیت سے رہ رہا ہو تو وہ بھی ایک اسلامی حکومت قائم کرنے کا مکلف نہ ہو گا۔اس لائحہ عمل کو مکمل کرتے ہوئے اسلامی ریاست قائم کرنے کے لیے جو عمل ترتیب ہیں اس کے لیے وہ بیان کرتے ہیں:

1۔ جمہوری طرز پر انتخابات کرائے جائیں۔

2۔ عوام کے معیار انتخابات کو بدلا جائے۔

3۔ انتخاب کے طریقوں کی اصلاح کی جائے۔

4۔ صالح لوگوں کو اقتدار کے مقام پر پہنچایا جائے۔ جو اسلام کی بنیادوں پر سیاسی نظام قائم رکھنے کے اہل ہوں۔ "اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات" میں ان تمام اصولوں کی نشاندہی کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔ "میں نے اس تقریر میں مرض اور اسباب مرض کی پوری تشخیص و تشریح آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ طریقہ علاج بھی بیان کر دیا ہے۔ اور وہ مقصد بھی پیش کر دیا ہے جس کے لیے ہم علاج کی یہ کوششیں کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد یہ رائے قائم کرنا آپ کا اپنا کام ہے کہ میری باتیں کہاں تک قابل قبول ہیں۔"[۲۴] مولانا مودودی اس بارے میں تو بالکل درست موقف پر ہیں کہ اس کے لیے مکمل طریقہ کار کو اپنایا جائے اور اس میں چاہے جتنا بھی وقت درکار ہو اسی طریقے پر قائم رہا جائے۔ لیکن کسی حکومت پر قبضہ کیا جائے یا بغاوت کی جائے کسی حکومت کے خلاف جبکہ آپ اتنی استطاعت نہ رکھتے ہوں صرف فساد کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہو گا۔ اس بارے ذکر نہیں کرتے۔

مولانا مودودی بیان کرتے ہیں کہ "دراصل دین کا لفظ قریب قریب وہی معنٰی رکھتا ہے جو زمانہ حال میں اسٹیٹ کے معنٰی ہیں۔ لوگوں کا کسی بالاتر اقتدار کو تسلیم کر کے اسکی اطاعت کرنا یہ اسٹیٹ کے معنٰی ہیں لوگوں کا کسی بالاتر اقتدار کو تسلیم کر کے اس کی اطاعت کرنا یہ "اسٹیٹ" ہے۔ یہی "دین" کا مفہوم بھی ہے۔۔۔ در حقیقت اللہ کا رسول اپنے بھیجنے والے کی طرف سے ایک ایسے "اسٹیٹ" کا نظام لے کر آیا ہے، جس میں نہ تو انسان کی خود اختیاری کے لیے کوئی جگہ ہے۔ نہ انسان پر انسان کی حاکمیت کے لیے کوئی مقام، بلکہ حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ جو کچھ بھی ہیں صرف اللہ کے لیے ہے"[۲۵] مولانا مودودی کے مطابق اس بیان کو سامنے رکھتے ہوئے اسٹیٹ اور دین کا ایک ہی مفہوم سمجھا نہیں جا سکتا۔ اس لیے کہ اسٹیٹ میں انسانوں کو دنیوی اقتدار کے لیے منتخب کیا جاتا ہے جبکہ دین میں انسان سب سے اعلیٰ اور برتر اللہ کی ذات کو سمجھتا ہے۔ اور انسان کو جن ذاتی اور انفرادی معاملات میں حکومت نہیں پکڑتی دین کے مطابق ان معاملات میں بھی وہ اللہ کے سامنے جواب دہ ہے۔

اسی بیان کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ "موجودہ زمانہ میں اسٹیٹ، محض انتظامی مشینری کا نام نہیں ہے، جو اندرونی نظم مملکت کا تحفظ اور بیرونی حملوں میں مدافعت کرتی ہے، بلکہ آج کل کا اسٹیٹ در حقیقت پوری انسانی زندگی کا اسی طرح احاطہ کرتا ہے جس طرح مذہب کرتا ہے۔۔۔ اسٹیٹ ہی اپنے نظریات کے مطابق تعلیم اور سیرت کا ذمہ لیتا ہے، اسٹیٹ ہی اپنے فلسفہ اخلاق کے مطابق ان کے اس لیے اخلاقی معیار مقرر کرتا ہے۔ اسٹیٹ ہی ان کی زندگی کے لیے قوانین وضع کرتا ہے۔ اور حلال و حرام کی حدود مقرر کرتا ہے۔"[۲۶] اس بیان کو بھی اسی انداز سے دیکھا جا سکتا ہے کہ اسٹیٹ اور دین کے درمیان بہت فرق ہے۔ ان کی تعریفوں میں اصطلاحوں میں احکامات میں بہت فرق ہے اس لیے ہم ان کو ایک دوسرے کے مترادف نہیں سمجھ سکتے۔ اس لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں مولانا مودودی کے مطابق اسٹیٹ ایک ایسا نظام ہے جو زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اور ان پر حاوی ہے اور دین بھی اس طرح ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتا ہے۔ اس لیے اسٹیٹ اور دین ایک ہی چیز ہیں اور یہ کہ انبیاء کرام کا مطالبہ اللہ کے اقتدار اعلی کا عقیدہ انسان کی طرف سے اس کی تسلیم و اطاعت ہے یہ ایک "الٰہی اسٹیٹ" یا حکومت الٰہیہ کے قیام کی ہی ایک شکل ہے۔

مولانا مودودی اس موضوع کے تحت "اسلامی ریاست" میں لکھتے ہیں قرآن کی سورت یوسف میں جہاں اللہ نے فرعون مصر کی حاکمیت کی بنیاد پر دین کو "دین الملک" [بادشاہ کا دین] کے الفاظ سے مراد لیا ہے "اس سے

ظاہر ہے کہ دین صرف پوجا پاٹ ہی کا نام نہیں ہے۔ جو مندروں او معبدوں میں کی جاتی ہے بلکہ اس قانون کا نام ہے جس کے مطابق پولیس مجروں کو پکڑتی ہے جس کے تحت عدالت معاملات دیوانی و فوج داری کا فیصلہ کرتی ہے ۔۔۔ زندگی کے سارے شعبے جس طریقے سے چلتے ہیں اسی کا نام قرآن کی اصطلاح میں دین ہے۔ ۲۷ دین ایک وسیع اصطلاح ہے اور اسٹیٹ ایک محدود اصطلاح ہے یا پھر یہ کہ سکتے ہیں دین کو چلانے کے لیے حکومت یا سیاست کے معاملے میں اسٹیٹ معاون ہے۔ لیکن ان کو ایک ہی چیز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ موحد ذکر اللہ فردوسی بھی مولانا مودودی کے نظریات پر تنقید کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ الہٰ اور رب کے الفاظ میں معنی جس طرح دنیا پر خدائے برتر کی حیثیت کو واضح کرتے ہیں اس طرح دین اسٹیٹ کے برابر نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی عبادت سیاسی طاقت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور اس کا ذکر اپنے آرٹیکل میں کرتے ہیں "Abul- Ala Mududui Political Ideology of" میں بیان کرتے ہیں

"According to them words Ilaha and Rabb insist upon the the superficial authority of God Almighty over the earth. Similarity, deen is not a synonym to the state and Ibadat is not mean to acquire the political power" ۲۸

اور نہ کبھی کسی زمانے میں اسلامی سکالرز نے دین کو اسٹیٹ، حکومت یا سیاست سے اس طرح مترادف قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے اس کو کسی طور بھی قبول نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اسٹیٹ کی تعریف دین کی حیثیت سے کی جائے یا پھر دین کو اسٹیٹ کی نظر سے دیکھا جائے۔

اقامت دین فرض ہے:

تفہیم القرآن میں سورۃ شوریٰ کی آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے اقیموا الدین کی تشریح کرتے ہوئے مولانا مودودی لکھتے ہیں۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۲۹

اس نے تمہارے لیے وہی دین کا طریقہ مقرر کیا ہے، جس کا اس نے نوح کو دیا تھا اور [اے محمد ﷺ] اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دے چکے ہیں۔ اس تاکید کے ساتھ قائم کرو اس دین کو کہ اس میں متفرق نہ ہو جاو۔

مولانا مودودی بحوالہ شاہ ولی اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے یہاں پر الدین کا ترجمہ آئین کیا ہے۔ دین کے معنی ہی کسی سیادت وحاکمیت تسلیم کر کے اس کے احکام کی اطاعت کی جائے پھر مولانا مودودی بیان کرتے ہیں کہ اس کی حیثیت واجب الاطاعت قانون کی ہے۔ دین کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ شریعت کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جو بھی احکام شریعت آئے ہیں وہ دین کہلاتے ہیں اس کے لیے ان آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔ مثلاً زنا، سود خوری، قتل مومن، یتیم کا مال کھانا سے متعلق آیات ہیں کیونکہ ان آیات کے بعد لفظ دین کا ذکر کیا گیا ہے۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ "اس کتاب کے ماننے کو کفر اور اور کفار کی رعیت فرض کر کے مغلوبانہ حیثیت میں مذہبی زندگی بسر کرنے کا پروگرام نہیں دے رہی ہے بلکہ یہ علانیہ اپنی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے اپنے پیروکاروں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ دین حق کو فکری، اخلاقی، تہذیبی اور قانونی حیثیت سے غالب کرنے کے لیے جان لڑا دیں۔ اس کتاب یعنی قرآن میں سود خوری بند کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے۔ وہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ملک کا سیاسی اور معاشی نظام پوری طرح اہل ایمان کے ہاتھ میں ہو۔"[۳۰]

مولانا مودودی کے اس تفسیری بیان میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن اپنے پیروکاروں کو مغلوب رہنے کی بجائے حکومت قائم کرنے کی طرف راغب کرتی ہے اور یہ کہ احکامات شریعہ کو نافذ کرنا دین ہے جیسا کہ آیات میں احکامات شریعہ کا نفاذ دین ہے۔ لیکن اگر کہیں سیاسی سطح پر احکامات شریعہ کا نفاذ نہیں ہے تو اس میں ذاتی طور پر احکامات شریعہ پر عمل کرنا بھی دین ہے۔ خارج از دین نہیں ہے۔

نتیجہ بحث:

مولانا مودودی اپنی مشہور کتاب "قرآن کی بنیادی چار اصطلاحیں" جن میں الہ، رب، عبادت، دین شامل ہیں ان کی وضاحت کرتے ہیں ان اصطلاحات کی روشنی میں ان کا نظریہ دین ابھر کر سامنے آتا ہے۔ الہ کی تعریف میں اللہ کو دینی اور اخروی لحاظ سے سیاسی طور پر اقتدار اعلیٰ تسلیم کرتے ہیں۔ رب کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں کہ اقتدار اعلیٰ جس کے ہاتھ میں ہے وہ رب ہے اور اس سے جڑا ہوا کوئی کام جس کے لیے وہ کسی اور کو اس کا مجاز سمجھتا ہے تو وہ حق سے بغاوت کرتا ہے۔ اور عبادت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کی جائے اور طاغوت کی عبادت سے بچا جائے اس میں طاغوت کی عبادت سے مراد ریاست و اقتدار میں اللہ کے احکام سے منحرف سیاسی پیشوا کی پیروی قرار دیتے ہیں۔ دین لفظ کی تشریح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ دنیا کی کسی زبان میں دین لفظ کا کوئی

متبادل نہیں ہے جو مکمل طور پر اس لفظ کے مفہوم کو واضح کر دے ہاں مگر لفظ اسٹیٹ اس کے قریب قریب پہنچ گیا ہے اس لحاظ سے وہ دین کے نفاذ کے لیے ایک جماعت کو ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اسلامی ریاست کے لیے کوشش کرے۔ جو کہ اسلامی ریاست میں دین کا نفاذ کرے۔

جن میں دین کی اصطلاح بہت اہم ہے اس لیے کہ اس اصطلاح کو اسٹیٹ کے مترادف یا اسٹیٹ کے قریب قریب قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ اس کے احکامات شریعہ کے نفاذ کو دین قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ زنا، چوری، قتل، وغیرہ احکامات شریعہ ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا مودودی بیان کرتے ہیں کہ قرآن دین کو ایک جامع اصطلاح قرار دیتا ہے اور اس سے ایک ایک ایسا نظام زندگی مراد لیتا ہے۔ جس میں انسان اقتدار اعلی اللہ کو تسلیم کر کے اس کے قائم کردہ قوانین کے مطابق زندگی گزارے اور یہ نظام ایک سٹیٹ کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ جبکہ اسٹیٹ اصطلاحی معنوں میں احکامات اور مقاصد کے لحاظ سے مختلف ہے۔ ہاں مگر ہم یہ کہ سکتے ہیں دین کے سیاسی میدان میں اسٹیٹ معاون ہو سکتی ہے۔

"اقیموا الدین" کی بحث میں ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ متعلق جتنی بھی آیات نازل ہوئی ہیں۔ ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئی ہیں اس لیے یہ بات اہم ہے کہ جب تک مسلمان ایک ریاست قائم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کہ جس میں وہ دین کو قائم کر سکیں۔ اس وقت تک وہ ایک دین کو سیاسی سطح پر قائم کرنے کے مکلف نہیں ہیں۔ لیکن اگر کہیں سیاسی سربراہان اس دین کو قائم کرنے میں کوتاہی کریں اور وہاں کے مسلمان اپنے حکمران پر دین کو قائم کرنے کے متعلق زور نہ ڈالیں اور اس ہر پر تنقید نہ کریں تو یہاں پر دین کو قائم کرنے کے لیے عوام اور حکمران دونوں ہی مکلف ہیں اور اگر وہ ان میں سے سیاسی سربراہان مخاطب کیے گئے سیاسی سطح پر دین کو قائم کرنے اور وہ اپنی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں تو دوسرے فریق یعنی ایک عام آدمی سے اس کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا کہ نفاذ دینی کی جستجو کرے۔ اور یہ کہ اقیموا الدین کا فعل ہر گز تقاضا نہیں کرتا امت کا ہر ہر فرد دین کے نفاذ کی جدوجہد کرے۔

اب جو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اسلامی ملک جہاں پر اسلام نافذ نہیں ہے تو کیا وہاں پر مسلمان اس فرض کی ادائیگی کو پورا نہ کرنے پر مجرم تو نہیں کہلائیں گے؟ اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اقامت دین ہم پر فرض نہیں بلکہ اس کے لیے کوشش ہم پر فرض ہے۔ اس لیے کہ انبیاء بھی دین کے قیام کے لیے صرف کوشش کے مکلف تھے۔ اگر عوام کی بجائے سربراہان اس دین کے نفاذ میں کوتاہی کر رہے ہیں تو عوام اس کے لیے مکمل طور پر آزاد نہیں سمجھے جائیں گے کہ انہوں نے تو اپنی سی کوشش کی ہے اب ان کا فرض مکمل ہو گیا ایسا نہیں بلکہ وہ کوشش کرتے

رہیں گے کہ جب حکومتی سطح پر دین کا نفاذ نہیں ہو جائے گا اس وقت تک دین کے نفاذ کا کام باقی ہے۔ لیکن بالفرض کوشش کے باوجود اگر وہ حکومتی سطح پر دین کے نفاذ میں ناکام رہے ہیں تو ان کو مجرم نہیں سمجھا جائے گا مگر چونکہ حکومت اور سیاست زندگی کے تمام شعبوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اسی لیے معاشرتی لحاظ سے اس مرکزی حصے پر دین کا نفاذ ضروری ہے۔

اس کے علاوہ دین کو قائم کرنے کا مطلب صرف سیاسی سطح پر ہی قائم کرنا نہیں ہے بلکہ مسلمان جس سطح پر بھی استطاعت رکھتا ہے وہ اقیمو الدین کے تحت دین کو قائم کر سکتا ہے۔ تعلیمی، معاشی، معاشرتی یا سماجی سطح پر بھی دین کو قائم کر سکتا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے قرآن میں موجود تمام آیات جو اقیمو الدین سے متعلق ہیں۔ وہ سب کی سب اپنی سیاق وسباق کے اعتبار سے ہی سمجھی جائیں گی۔ مثال کے طور پر اگر کہیں نماز کی اقامت کے وقت مقتدی جو دعا کرتے ہیں کہ اللہ اسے قائم ودائم رکھے تو اس سے مراد تو نفاذ نہیں لیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے لفظ "اقام" کے لغت کے اعتبار سے دوسرے معنی ہی لیے جائیں گے۔ اس لیے صرف سیاسی سطح پر ہی نہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں دین کو قائم اقیمو الدین کے دائرہ کار میں آتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱: مودودی، ابوالاعلیٰ، قرآن کی بنیادی چار اصطلاحیں، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ص۱۹/ ۱۲۱،، ۱۲۲، ۱۲۵

۲: آل عمران: ۳: ۲۶

۳: قرآن کی بنیادی چار اصطلاحیں، ۱۰۴

۴: ایضاً، ۱۲۱، ۹۲، ۱۲۲، ۱۲۵

۵: بلیاوی، عبدالحفیظ، مصباح الغات، لاہور، مکتبہ فارقلیط، ص، ۲۵۸

۶: سید قاسم محمود، شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، کراچی، شاہکار بک فاؤنڈیشن، بی ۷ ۴۳-۱۱ اے شمالی کراچی ۳۲، ص، ۸۸۰

۷: مودودی، ابوالاعلیٰ، قرآن کی بنیادی چار اصطلاحیں، ۱۲۵

۸: سورہ المومنون: ۶۵، ۶۴

۹: الزمر: ۱۷، ۱۱

۱۰: الزمر: ۳، ۲

۱۱: آل عمران:۳۸

۱۲: النور:۲

۱۳: التوبہ:۳۶

۱۴: یوسف:۷۶

۱۵: الشوریٰ:۲۱

۱۶: الکافرون:۵

۱۷: مودودی، ابو الاعلیٰ، قرآن کی بنیادی چار اصطلاحیں، ۱۳۱

۱۸: ایضا، ص، ۱۳۳، ۱۳۲

۱۹: ندوی، ابوالحسن علی، عصر حاضر میں دین کی تشریح کی تفہیم و تشریح، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد، کراچی، ص، ۳، ۴۱، ۴۲، ۶۸، ۷۲، ۸۴

۲۰: مودودی، ابو الاعلیٰ، اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ص، ۹۴

۲۱: وحید الدین، تعبیر کی غلطی، مکتبہ الرسالہ نئی دہلی، ص، ۲۱۹

۲۲: مودودی، ابو الاعلیٰ، اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، ص، ۱۴۹، ۱۵۰، ۲۹۳، ۱۵۱

۲۳: مولانا مودودی، ابو الاعلیٰ، تحریک آزادی ہند [حصہ دوم] اسلامک پبلیکیشنز، ص، ۱۲۳

۲۴: مولانا مودودی، ابو الاعلیٰ، اسلامی ریاست، اسلامک پبلیکیشنز، ص، ۲۲

۲۵: مولانا مودودی، ابو الاعلیٰ، تحریک آزادی ہند [حصہ دوم] ص، ۱۲۳

۲۶: ایضا، ص، ۱۲۳

۲۷: مولانا مودودی، ابو الاعلیٰ، اسلامی ریاست، ص، ۲۲

۲۸: Mohad Zikarullah Firdosi, Political ideology of Abul- Ala Mududu, Lula press Inc. 3101 Hillsborough st. Raleigh Nc 27609 United State, p: 24

۲۹: الشوری:۱۳

۳۰: مودودی، تفہیم القرآن، اسلامک پبلیکیشنز، ص، ۴۹۱